اسلامی داڑھی

تصنیفِ لطیف

حُضور فیضِ ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ


Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com


عرضِ ناشر

مسلمان کا ہر کام اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوشنودی ورضا کے لئے ہوتا ہے اور جس کام سے اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) ناراض ہوں اس کام سے ہر مسلمان بچتا ہے اور یہی ایک سچے مسلمان کی پہچان ہے۔

داڑھی اسلامی شعار اور پیارے مصطفیٰ ﷺ کی عظیم سُنت ہے اور اس کی صحیح مقدار ایک مُشت (مُٹھی) ہے اس سے کم رکھنا یعنی خَشْخَشِی اور فرنچ کٹ (French Cut) یہ خلافِ سنت اور گناہ ہے۔

دورِ حاضرہ میں کچھ لوگ خلافِ سنت یعنی ایک مُشت سے کم داڑھی رکھنے کا جواز پیش کرتے ہیں اور لاحاصل دلائل بھی دیتے ہیں اور یوں سُنت کی مخالفت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ نے قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمت سے داڑھی کے ایک مُشت ہونے پر دلائل قائم فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کی برکت سے ایسے لوگوں کی اصلاح فرمائے اور اُنہیں شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

والسلام

ابوالرضا محمد طارق عطاری قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

امابعد! دشمنانِ اسلام نے اسلام کے ہر مسئلہ کا مذاق اُڑایا لیکن داڑھی کے معاملہ میں وہ تنہا نہیں رہے اُن کے ساتھ لاشعوری طور میں بعض مسلمان بھی شامل ہوگئے اور دورِ حاضرہ میں داڑھی مزید ظلم و ستم کی زَد میں ہے کہ بعض پیر و فقیر اور بعض مولوی اور لیڈر بھی داڑھی کا مذاق اُڑانے لگ گئے ہیں اور ٹیڈی مجتہد اس کی اہمیت گھٹانے میں اُن سے دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ داڑھی شعائرِ اسلام سے ہے اور شعائرِ اسلام ایک عظیم المرتبہ شے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ کو شعائر بتایا ہے وہ صرف پہاڑیاں ہیں اور یہ داڑھی شعائرِ چہرۂ مصطفی ﷺ سے تعلق رکھتا ہے جسے والضحیٰ کہہ کر خالق کائنات عزوجل نے قسم یاد فرمائی۔ داڑھی پر پھبتیاں (مذاق) اُڑانے والوں کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں ہمیں تو اُن کو مسلمان کہتے بھی شرم آتی ہے کہ جب وہ خدا جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں تو پھر ان کے ساتھ بغاوت کیوں؟ پھر داڑھی مُشت بھر رکھنے کے وُجُوب (واجب ہونے) پر انبیاء علیہم السلام کی جملہ شریعتوں سے لے کر چودہ سو سال تک اتفاق چلا آرہا تھا اس سے کم کے متعلق کسی نے بھی کچھ نہ کہا لیکن چودھویں صدی میں ایک لیڈر نے آواز اُٹھائی تو بعض جِدَّت پسندوں نے اسے حق سمجھ لیا حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اَہلِ حق کے راستے کو چھوڑ کر اپنا رُخ تبدیل کرنے والا جہنم میں جائے گا۔[1] اب مسلمان بھائی کو چاہیے تو انبیاء علیہم السلام اور جملہ اَہلِ حق کی بات مانے یا ایک لیڈر کی جس کا رُخ اصلی سمت سے مڑا ہوا ہے۔

آج داڑھی سے نفرت کا اندازہ لگایئے کہ نوے فیصد یہ سنت مردہ ہوچکی ہے اسے زندہ کرنا یعنی داڑھی رکھنا سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرنا ہے۔[2]

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اس موضوع پر ایک کتاب "نِعْمَةُ الْمُنْعِمِ فِيْ لَحْيَةِ الْمُسْلِمِ" لکھی لیکن جب دیکھا کہ دورِ حاضرہ کا مصروف مسلمان طویل مضامین پڑھنے سے گھبراتا ہے تو مختصر کرکے اس کا نام "اسلامی داڑھی" منتخب کیا۔ اس میں داڑھی رکھنے کے فضائل و فوائد کے ساتھ زوردار دلائل سے ثبوت پیش کیا ہے کہ مُٹھی بھر سے کم داڑھی والا فاسق و فاجر بلکہ مُجاہِر (کھلم کھلا گناہ کرنے والا) ہے فلہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر پڑھ لی تو اِس کا لوٹانا واجب ہے اور داڑھی منڈانے والا تو اس سے بھی اور زیادہ مجرم ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ گناہ شِیرِ مادر (ماں کے دُودھ) سے بھی زیادہ لذیذ ہوگیا ہے۔ حالانکہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ داڑھی منڈوانا اور کم کرنا ناک اور کان کٹوانے کی طرح ہے۔[3] (ہدایہ) صرف فرق اتنا ہے کہ ناک اور کان کٹے سے انسان نفرت کرتا ہے اور داڑھی منڈوانے اور کم کرنے والے سے خدا اور سول (جل جلالہ و ﷺ) نفرت کرتے ہیں۔ اِسے ذِی عقل (عقلمند) شخص ہی سمجھ سکتا ہے کہ وہ داڑھی منڈواکر یا چھوٹی رکھا کر کون سا اہم کردار ادا کررہا ہے۔ بڑے دکھ کی بات تو یہ ہے کہ یہ بڑا عیب ہمارے مشائخ کرام اور علمائے عظام کے جانشینوں میں بہت زیادہ پھیل گیا ہے۔

---

[1] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْفِتَنِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ [illegible]، الحديث [illegible]، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية [illegible] م)

[2] (حلية الاولياء، عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ وَمِنْهُمُ الْعَابِدُ السَّجَّادُ [illegible]، دار الكتاب العربي بيروت)

[3] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الحج، باب الإحرام [illegible]، دار احياء التراث العربي بيروت—لبنان)

فقیر اُویسی غفرلہٗ کی ان کَشتی بانوں(رہنما) سے اپیل ہے کہ خدارا اُمتِ مصطفویہ ﷺ کے حال پر رحم کھا کر داڑھی شریعت کے مطابق رکھا لیجئے یا یہ مقدس گدّیاں چھوڑ دیجئے تاکہ عوام دھوکہ نہ کھائیں۔

وماعلینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ واھل بیتہٖ

واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

باب ۱ : قرآن واحادیث واقوالِ فقہاء

قرآن واحادیث میں داڑھی کی اہمیت کے علاوہ ائمہ عظام وفقہاء کرام کا اِجماع ہے کہ داڑھی قبضہ (مُٹھی بھر) واجب ہے۔[٤] اس کے آگے بڑھانا مُباح (جس کی شریعت میں اجازت ہو) اور کم کرنا گناہِ کبیرہ اور منڈوانا مُثلَہ (عضو کاٹنا) یعنی خود کو عیب دار کرنا ہے۔[٥] (فتح القدیر، درِمختار وغیرہ وغیرہ)

قرآن مجید

ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ[٦] **ترجمہ:** پوری داڑھی نہ پکڑ۔

فائدہ: اُخُذْ یعنی پکڑنا دلالت کرتا ہے کہ داڑھی خشخشی فیشنی نہیں بلکہ مٹھی میں آنے والی تھی۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام:

جتنے پیغمبر انِ عظام علیٰ نبینا وعلیہم السلام گزرے ہیں تمام کی داڑھی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ الخ۔[٧] (ابوداؤد صفحہ ۸)

یعنی دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھوں کا کٹوانا، داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا وغیرہ وغیرہ۔

---

[٤] (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ٤، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤١٢هـ ١٩٩٢م)

[٥] (فتح القدير، كِتَابُ الْحَجِّ، يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ مَكَّةَ وَتَوَجَّهَ إِلَى عَرَفَاتٍ وَوَقَفَ بِهَا، 514/2، دار الفكر)

[٦] (طٰہٰ ٩٤)

[٧] (سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة ٥١، الحديث ٥٣، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ ٢٠٠٩ م)

فائدہ: یہ حدیث شریف صاف اور واضح طور پر بتا رہی ہے کہ بار گاہِ خداوندی عزوجل کے خاص مقربین انبیاء، اولیاء اور مرسلین علیہم السلام کے شعار میں سے مونچھوں کا کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا ہے کیونکہ فطرت اِنہیں اُمور کو اس جگہ میں کہا گیا جو کہ انبیاء علیہم السلام کے شعار میں سے تھے جیسا کہ بعض روایتوں میں بجائے لفظ فطرت کے من سنن المرسلین یا اس کا ہم معنی موجود ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی لحیہ مبارکہ یعنی ریش مبارک کے بارے میں ابن ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُّ اللِّحْيَةِ[8]

یعنی رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک میں بال بکثرت تھے۔

فائدہ: لغت میں كَثٌّ بمعنی کثیف ہے جو کہ کَنِیف کی ضد ہے۔ عربی مقولہ مشہور ہے کہ رجل كث اللحية وقوم كث[9]

(۳) شفائے قاضی عیاض میں ہے: اللِّحْيَةِ تَمْلَأُ صَدْرَهُ[10]

یعنی آپ ﷺ کی رِیش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے کہ جس سے آپ ﷺ کا سینہ مبارک بھر جاتا تھا۔

(۴) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ۔[11] (رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن صحيح)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔ (امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا داڑھی مبارک کو خلال کرنا بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی خشخشی یا فیشنی نہیں بلکہ اَنبوہ دار (بکثرت) اور دراز تھی۔

(۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا توضأ عرك عارضيه بعض العرك، ثم شبك لحيته بأصابعه من تحتها۔[12]

(رواه ابن ماجه صفحه ۳۵)

---

[8] (شرح السنة، كتاب الْفَضَائِل، بَاب جَامع صِفَاته صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الحديث، المكتب الإسلامي دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية م)

[9] (شرح المفصل، إدارة الطباعة المنيرية.، مصر، بتحقيق: مشيخة الأزهر)

[10] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الْبَابُ الثَّانِي فِي تَكْمِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى لَهُ الْمَحَاسِنَ خَلْقًا وَخُلُقًا وَقِرَانِهِ جميع الفضائل الدينية وَالدُّنْيَوِيَّةِ فِيهِ نَسَقًا، دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر م)

[11] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ، الحديث، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة: الثانية م)

[12] (سنن ابن ماجه، أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ، الحديث، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تھے تو رُخسار مبارک کو کسی قدر خَلال کرتے تھے پھر داڑھی مبارک میں اپنی اُنگلیاں مبارک نیچے کی طرف سے داخل کرکے بَھال (تیر کی نوک کی طرح) بناکر خِلال کیا کرتے تھے۔

فائدہ: داڑھی مبارک اگر خَشْخَشِی یا فیشنی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کا اُنگلیاں ڈالنا اور پھر آپ کا پانی پہنچانا مشکل ہوتا۔ یہ کام تب ہوسکتا ہے جب داڑھی مبارک ایک مُشت یا اِس سے زائد تسلیم کی جائے۔

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر دهن رأسه وتسريح لحيته، ويكثر القناع۔[3]

یعنی رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے تھے اور بکثرت کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ داڑھی میں کنگھا کرنا، سنوارنا اَنْبوہ دار (بکثرت) اور دراز داڑھی میں ہوسکتا ہے ایک دو اُنگل اور فیشنی داڑھی کے لئے یہ لوازمات کہاں۔

﴿خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور جملہ اولیائے عظام رضی اللہ عنہم﴾

یہی حال سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر و سیدنا عثمان و سیدنا علی رضی اللہ عنہم و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام بلکہ تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور جملہ مشائخ اولیاءِ عظام اور علماء محدثین، فقہاء کرام کا ہے۔ غرضیکہ از سیدنا آدم علیہ السلام تا ایندم تمام کا اجماع اور اتفاق ہے کہ مُٹھی سے کم کسی کی داڑھی نہ تھی اور نہ اس کا کوئی قائل و عامل تھا سوائے یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں اور اوباشوں اور لفنگوں، بدمعاشوں کے۔

اجماعِ اہلِ اسلام: محقق علی الاطلاق شیخ ابن ہمام جن کا درجہ ائمہ مجتہدین کے قریب ہے وہ فتح القدیر شرح ہدایہ صفحہ ۲۷۰، جلد ۲ میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ[4]

یعنی داڑھی سے کچھ کاٹنا، چھوٹی داڑھی کرنا جبکہ وہ مُٹھی سے کم ہو جیسے بعض انگریز لوگ اور بعض ہیجڑے کرتے ہیں کسی نے بھی اِسے مباح نہیں کہا۔

فائدہ: اس سے واضح ہوا کہ انسانی تخلیق سے لے کر آج تک سب کا بڑی داڑھی رکھنے پر اتفاق ہے اب کوئی اسے کم بتائے تو وہ نئی راہ گھڑتا ہے اور قبضہ بھر داڑھی محبوبانِ خدا سے مشابہت ہے اور چھوٹی کرنا خشخشی، فیشنی اور بالکل مونڈنا ب(بُرے) دلوگوں اور ہیجڑوں کے ہمشکل ہونا ہے۔

(۷) ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[5] (مشکوٰۃ)

یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت کرتا ہے وہ اُنہی میں سے ہے۔

---

[3] (الشمائل المحمدية، باب ما جاء في ترجّل رسول الله صلى الله عليه وسلم ۶/۱، الحديث ۳۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[4] (فتح القدير، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲۷۰/۲، دار الفكر)

[5] (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، الفَصْل الثَّاني ۱۵۵/۲، الحديث ۴۳۴۷، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة)

انتباہ: انسان جس شکل وصورت میں مرتا ہے قبر سے اسی طرح اُٹھے گا۔ اس سے ناظرین خوب سوچ لیں کہ داڑھی والے اٹھیں گے تو کس مقدس گروہ میں ان کا شمار ہوگا اور داڑھی نہ گی تو کس گروہ سے اٹھنا ہوگا۔ اختیار بدست مختار پیارے مسلمانو! یہودی، نصاریٰ، مجوسی، ہیجڑے اور اوباش نہ بنو۔

(۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ[۹] (مسلم شریف)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو لٹکاؤ (یعنی لمبا کرو)۔

فائدہ: شرح نووی صفحہ ۱۵۱ جلد ۳ میں ہے کہ بعض روایت میں أَرْجُوا جیم سے ہے جس کے معنی مؤخر کرنے اور ترک کرنے کے ہیں[۷] لہٰذا لٹکانے اور چھوڑنے رکھنے یا مؤخر کرنے کا حکم ہوا جو ایک مٹھی سے کم پر نہیں ہو سکتا۔

(۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: أَوْفِرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"۔[۸]

(متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۰)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو کٹاؤ۔

فائدہ: ایک روایت میں " أنهكوا الشَّوَارِبَ وأعفوا اللحى " آیا ہے معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔[۹]

فائدہ: حدیث مذکور میں حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھی بڑھانے یا زیادہ کرنے میں اور مونچھیں کٹانے میں یعنی داڑھی کا بڑھانا اور زیادہ کرنا اس انداز سے ہو کہ اس میں مشرکوں کی مخالفت پائی جائے اور وہ ایک مٹھی کے برابر داڑھی بڑھانے میں مُحقّق (دلیل سے ثابت) ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ مشرکین یا تو داڑھیاں بالکل جڑ سے یعنی اُسترے سے منڈواتے تھے یا کچھ تھوڑی تھوڑی رکھتے تھے جیسے کہ آج بھی مسلمانوں میں اس قسم کے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو داڑھی کا بالکل صفایا کرتے ہیں اور یہ عمل بعض تو ہر روز کرتے ہیں اور بعض دو تین کے بعد اور بعض داڑھی کے کچھ کچھ بال منہ پر نمودار کر لیتے ہیں مگر حد یکمشت (ایک مُٹھی) سے کم اور اس قسم کی داڑھی اسلامی داڑھی نہیں ہے بلکہ فیشنی داڑھی ہے کہ قینچی کے ساتھ ہر طرف سے اس کی سطح برابر کرواتے ہیں اور اس کو ایک مٹھی تک بڑھنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أعفوا اللحى وجزوا الشوارب وغيروا شيبكم ولا تشبهوا باليهود والنصارى۔[۱۰] (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۲۸)

---

[۶] (صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة ۱۶، الحديث ۲۶۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)
[۷] (شرح النووي على مسلم، كتاب الطهارة، باب الاِسْتِطَابَةِ ۱۳، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية ۱۳۹۲)
[۸] (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، بَاب التَّرَجُّل ۱۲، الحديث ۴۴۲۱، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة ۱۹۸۵)
[۹] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الطهارة، باب ما جاء في إعفاء اللحية ۱۶، الحديث ۱۷۲۸۶، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة ۱۴۰۱هـ)
[۱۰] (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الطهارة، باب ما جاء في إعفاء اللحية ۱۶، الحديث ۱۷۲۸۷، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة ۱۴۰۱هـ)

یعنی داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو اور بالوں کی سپیدی کو بدلو (یعنی سفید بالوں کو مہندی لگاؤ) اور یہود و نصاریٰ کے ہم شکل نہ ہو۔

فائدہ: ان احادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کہ داڑھی منڈوانا یا چھوٹی کرنا خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کے دشمنوں کی علامت اور داڑھی رکھانا خدا اور رسول کے محبوبوں کی نشانی ہے اور یہ سب کو یقین ہے کہ دشمنوں کی نشانی کے مطابق زندگی گزارنا دشمنوں سے اندرونی سازباز (گٹھ جوڑ) کی علامت ہے۔ آج اگر کوئی اپنے ملک میں ہندو کی طرح سر پر چوٹیا[1] اور چادر کے بجائے لنگوٹی باندھے تو اُسے کیا سمجھا جائے گا۔ ایسے ہی داڑھی منڈوانا یا کم کرنا یہود و نصاریٰ و مجوس (آتش پرست) اور ہیجڑوں کا ہم شکل ہو کر خدا اور رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں کی صف میں شمار کرنا کون گوارا کر سکتا ہے۔

داڑھی منڈوانا اور کم کرنا اور ناک اور کان کاٹنا ایک ہے: تمام فقہاء کرام اور محدثینِ عظام کا فتویٰ ہے کہ داڑھی منڈوانا اور کم کرنا مُثلہ (عضو کاٹنا) ہے۔ چنانچہ چند حوالے حاضر ہیں۔

(۱) بحر الرائق میں ہے: وإنما لا تحلق لكونه مثلة كحلق اللحية[2]

یعنی عورت بال نہ منڈوائے اس لئے کہ وہ داڑھی منڈوانے کی طرح مُثلہ (عضو کاٹنا) ہے۔

(۲) طریق المرید (۳) اور مناسک ملا علی قاری میں ہے: النقصان منها مثلة

یعنی داڑھی کو کم کرنا یعنی چھوٹا کرنا مُثلہ (عضو کاٹنا) ہے۔

اسی طرح مندرجہ ذیل کتب میں ہے:

(۴) طحاوی علی الدر (۵) برجندی شرح نقایہ (۶) کافی شرح وافی (۷) ہدایہ اولین (۸) تبیین الحقائق وغیرہ وغیرہ۔

مُثلہ کا معنی: غیاث اللغات میں ہے مُثلہ (بضم میم وفتح لام) گوش وبینی بریدن الخ۔[3] یعنی کان اور ناک کاٹنا۔

اُویسی کی اپیل: ناک اور کان کٹنا ایک ایسا قبیح عیب ہے کہ جسے کوئی بھی گوارا نہیں کر سکتا لیکن افسوس داڑھی منڈوانے اور کم کرنے کو اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام محبوبانِ خدا رحمہم اللہ اسے ناک اور کان کاٹنے جیسا عیب بتاتے ہیں تو ہم نہیں مانتے۔

مٹھی بھر داڑھی رکھوانے کا ثبوت: لحیہ کا لغوی معنی ہے وہ بال جو لحیٰ کے اوپر پیدا ہوں اور لحی وہ ہڈی ہے جس پر دانت ہے ان بالوں کو بڑھانے کا حکم اُوپر کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا اور مطلق روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی کی کوئی حد مقرر نہیں لیکن بقاعدہ اُصولِ فقہ واُصولِ

---

[1] بالوں کی وہ لٹ جو ہندو مرد مذہبی رسم کے طور پر چندیا پر سارے بالوں میں نمایاں اور بڑھی ہوئی ہمیشہ قائم رکھتے ہیں، چرکی

[2] (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج ۳/۳۵، دار احياء التراث العربي، الطبعة: الاولیٰ ۱۴۲۲ھ م)

[3] (غیاث اللغات، حرف میم، ص۴۷۰، در طبع منشی نول کشور، لکھنوء)

حدیث واُصولِ تفسیر مطلق، مقید یا عام کو خاص کرنا شارعِ اسلام[4] کا کام ہے۔ ہم وہ روایات عرض کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین و مجتہدین وائمہ مسلمین اور فقہائے اُمت سے ثابت ہیں۔

(۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا۔[5]

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف)

یعنی نبی کریم ﷺ اپنی رِیش (داڑھی) مبارک عرض (چوڑائی) اور اس کے طول (لمبائی) سے لیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے: كان يأخذ من لحيته طولا وعرضا إذا زاد على قدر القبضة۔[6] (مفاتیح الجنان في شرح شرعة الاسلام، صفحه ۲۹۸)

یعنی حضور نبی کریم ﷺ اپنی داڑھی مبارک سے لمبائی اور چوڑائی میں ایک مُٹھی کے اندازہ کے بعد بال لیا کرتے تھے۔

فائدہ: کان کا لفظ جب فِعْلِ مُضارِع[7] پر داخل ہوتا ہے تو اَستمرار ودَوام (ہیشگی) پر دلالت کرتا ہے یہی حقیقی معنی ہے۔ اس کے برعکس ہو تو وہ مجاز ہوتا ہے جس کے لئے قرینہ ضروری ہے یہاں کوئی قرینہ مجاز کا نہیں ہے اسی لئے یقیناً ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ کا دائمی عمل یکمشت (ایک مُٹھی) داڑھی مبارک کا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل: عینی شرح بخاری جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۸ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس نے اپنی داڑھی ایک مٹھی سے زائد رکھی ہوئی تھی اور وہ بہت بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو پکڑ کر کھینچنے لگے اور فرمایا قینچی لاؤ پھر ایک شخص کو حکم دیا جس نے آپ کے ہاتھ کے نیچے سے بال کاٹ دیئے تاکہ مٹھی برابر ہو جائے۔[8]

فائدہ: کاش! آج امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے ان جیسا کوئی اور اللہ تعالیٰ پیدا فرمادے تاکہ ہم اِعْتِدال (میانہ روی) سے آگے بڑھنے والوں کی بے اِعْتِدالی (حد سے بڑھ جانے) سے محفوظ ہو جاتے۔

حضرت ابوذرعہ نے فرمایا: كان أبو هريرة يقبض على لحيته، ثم يأخذ ما فضل عن القبضة[9] (رواہ ابن ابی شیبہ)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ داڑھی مٹھی میں لیتے اور جو بال زائد از قبضہ (مُٹھی سے زیادہ) ہوتے تو کاٹ لیا کرتے تھے۔

---

[4] قانون اسلام اور شریعت کو تشکیل دینے والے، پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[5] (مشكاة المصابيح، كتاب اللبَاس، بَاب التَّرَجُّل[illegible]، الحديث[illegible] المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة[illegible])(سنن ترمذی حدیث[illegible])

[6] (مفاتيح الجنان في شرح شرعة الإسلام للإمام زاده الحنفي، فصل فی سنن اللباس و احبه[illegible]، دار العلمية بيروت)

[7] (قواعد) وہ فعل جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جائیں۔

[8] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتابُ العِدَّةِ، بابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ[illegible]، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[9] (المصنف في الأحاديث والآثار، كتاب الأدب، بَاب ما قالوا في الأخذ من اللحية[illegible]، الحديث[illegible]، مكتبة الرشد الرياض، الطبعة: الأولى[illegible])

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ بھی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح بے اِعْتِدال (حد سے بڑھی ہوئی) داڑھی کے سخت دشمن تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کی فضیلت کے ساتھ اُمتِ مصطفویہ ﷺ کے سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما:

ابن سالم مقنع نے فرمایا: رأیتُ ابنَ عُمر یَقْبِضُ علی لِحیَتِہِ فیقطعُ ما زادَ علی الکفِّ[1] (رواہ ابو داؤد و نسائی)

یعنی میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو ہتھیلی سے زائد بال ہوتے اُن کو کاٹ دیتے تھے۔

فائدہ: یہ تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو عمل بالحدیث میں ایسے حَرِیص تھے کہ سَرِ مُو (بال کی نوک کی مانند معولی سا) بھی اپنا عمل خلافِ سنت گوارا نہ تھا جیسا کہ اَہلِ حدیث[2] اور مؤرخین کو معلوم ہے۔

تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وفقہاء کرام:

نمونہ کے طور پر چند صحابہ کرام کا نام لکھ دیا ہے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قبضہ کا عمل صرف ان کا ہی تھا اور بس جیسے بعض جدَّت پسندوں نے کہہ دیا اور ان کی اس جِدَّت کو بعض اسلام کا دم بھرنے والوں نے بھی مان لیا لیکن ان بندگانِ خدا کو کون سمجھائے کہ محبوبِ خدا، امام الانبیاء ﷺ خود مُٹھی بھر کے عامل تھے تو پھر باقی کیا رہا اور صحابہ کرام میں سے وہی عمل چند بزرگوں کی تصریح سے بھی مل گیا۔ باقیوں کے متعلق تصریح نہ ہو تو اس کا مطلب یہ کہاں سے نکال لیا کہ داڑھی فیشنی جائز ہے جبکہ ان کے حالات پڑھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی داڑھیاں گھنی اور انبوہ دار تھیں جیسے خلفاءِ راشدین و دیگر صحابہ کرام کے حالات میں واضح ہے پھر ان کے جانشین تابعین وائمہ مجتہدین ہیں وہ بھی قبضہ کی تصریح کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ (کتاب الآثار) حضرت عطا تلمیذ سیدنا ابن عباس، طبری وغیرہما یہاں تک کہ امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حد معروف سے زائد داڑھی کٹانا کم عقلی کی دلیل ہے۔[3]

(شرح شفاء ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

تصریح فقہاء کرام: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصریح کتاب الآثار لمحمد میں ہے فقہ مالکی کی تصریح امام قاضی عیاض سے منقول ہے:

وأما الاخذ من طولها فحسن۔[4] (شرح احیاء)

یعنی طول سے داڑھی لے لینا بہتر ہے۔

---

[1] (سنن أبي داود، أول كتاب الصوم، باب القول عند الإفطار، الحديث، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى م)

[2] اصل اَہلِ حدیث بُزرگ نہ کہ آج کے نام نہاد غیر مُقلد (ن اُویسی)

[3] (شرح الشفا، الباب الثاني [في تكميل الله تعالى له المحاسن خلقا وخلقا]، إن قلت أكرمك الله تعالى لا خفاء على القطع بالجملة، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى هـ)

[4] (اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الطهارة ومهماتها، مؤسسة التاريخ العربي، الطبعة هـ م.)

شافعی فقہاء کی تصریح:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: إن قبض الرجل على لحيته وأخذ ما فضل عن القبضة فلا بأس[4] (احیاء)

یعنی اگر کوئی داڑھی کو مُٹھی میں لے کر زائد کو کاٹ لے تو حرج نہیں۔

فقہ حنبلی اور وہابی مسلک کی تصریح:

الرسائل والمسائل النجدیہ صفحہ ۶۲۴ میں ہے: وانما خص بعض العلماء فما زاد على القبضة لفعل ابن عمر الخ۔

یعنی بعض علماء نے جو اجازت دی ہے تو مُٹھی سے جو زائد ہو بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

ائمہ اربعہ کے علاوہ بہت سے فقہاء کرام کی تصریحات کتبِ فقہ میں موجود ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مُٹھی سے کم کاٹنا حرام اور خلافِ سنت واِجماعِ اہلِ اسلام ہے۔

داڑھی رکھنا واجب ہے:

(۱) حضور اکرم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی بصیغۂ امر ہیں اور امر میں وُجُوب (واجب ہونا) ہوتا ہے۔

(۲) حضور نبی پاک ﷺ کا دائمی عمل واجب ثابت کرتا ہے۔

(۳) صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دائمی عمل پیرا ہونا وُجُوب (واجب ہونا) کا مُقتَضِی (تقاضہ) ہے۔

(۴) ایک روایت میں اس امر کی تصریح ہے شرعِ مطہرہ نے جتنے واجبات گنائے ہیں ان کے ثبوت میں مذکورہ بالا طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ اس کے خلاف کرنے والا فاسق کہلاتا ہے اسی قاعدہ پر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا داڑھی منڈانے والا اور کتروانے والا یعنی قبضہ سے کم کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا واجب الاِعادہ (لوٹانا واجب) ہے۔

داڑھی منڈانے اور قبضہ سے چھوٹی کرانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

مذکورہ بالا قانون اسلامی کی تصریح و توثیق کے لئے فقہاء کرام کی عبارت ملاحظہ ہوں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ میں ہے: بأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً۔[5] (فتاویٰ رضویہ)

---

[4] (إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الطهارة، النَّوْعُ الثَّانِي فِيمَا يَحْدُثُ فِي الْبَدَنِ مِنَ الْأَجْزَاءِ ۱/۱۴۱، دار المعرفة بيروت)

[5] (فتاوی رضویہ ۶/۶۶، رضا فاؤنڈیشن)

یعنی فاسق کو امام بنانا اُس کی تعظیم ہے حالانکہ اُس کی اہانت (تحقیر) واجب ہے۔

(۲) درِ مختار میں ہے: کل صلاۃ أدیت مع کراھة التحریم تجب إعادتھا۔[1]

(۳) امام شامی کی رد المختار میں ہے:

وأما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بأنه لا یھتم لأمر دینه، وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیھم إھانته شرعا، ولا یخفی أنه إذا کان أعلم من غیرہ لا تزول العلة. فإنه لا یؤمن أن یصلي بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ إمامته بکل حال، بل مشی في شرح المنیة علی أن کراھة تقدیمه کراھة تحریم۔[2]

(۴) غنیۃ میں ہے:

فیه اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علیٰ ان کراھته تقدیمه کراھته تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہٖ وتساھله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعد منه الا خلال ببعض شروط الصلوٰۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہٖ و....لم یجز الصلوٰۃ خلفه اصلاً عند مالک۔[3]

فائدہ: اس میں اہل سنت (بریلوی) اور سنی حنفی کہلانے والے دیوبندی اور اہلحدیث کہلوانے والے وہابی غیر مقلدین تمام متفق ہیں سوائے مودودی کے اور وہ لیڈر ہے اس کی بات لیڈری کے مقلدین مانیں تو مانیں اسلام کا پیروکار نہیں مان سکتا۔

انتباہ: نمونہ کے طور پر چند عبارات نقل کی ہیں اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جملہ ائمہ اربعہ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی قدس اسرارہم داڑھی منڈوانے اور کتروانے والے کو فاسق مُجاہِر یعنی کھلا مجرم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ (لوٹانا واجب) ہے۔

خواہ وہ داڑھی منڈوانے والا پیر ہو یا کسی بہت بڑی گدی کا سجادہ نشین ہو یا وہ مولوی ہو یا لیڈر، تاویل کرتا ہو یا جیسے بھی وہ یقینا سو فیصد مجرم، فاسق اور فاجر (گنہگار) ہے اس کو عمداً امام بنانا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جرمِ عظیم اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔

باب ۲: سوالات وجوابات

سوال: حدیث شریف ہے: صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ[4] یعنی ہر نیک اور فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔

---

[1] (الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ [illegible]، دار الکتب العلمیة، الطبعة: الأولی [illegible] م)

[2] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة [illegible]، دار الفکر بیروت، الطبعة: الثانیة [illegible] م)

[3] (الحلبي الکبیر المسمی (غنیة المتملي في شرح منیة المصلي لمحمد الکاشغري)، کتاب الصلاۃ، فصل فی الإمامة [illegible]، دار الفکر بیروت، الطبعة: الثانیة [illegible] م)

[4] (سنن الدارقطني، كِتَابُ الْعِيدَيْنِ، کتاب، بَابُ صِفَةِ مَنْ تَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَهُ وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ، الحدیث [illegible]، مؤسسة الرسالة، بیروت – لبنان، الطبعة: الأولی، ١٤٢٤ھ ٢٠٠٤م)

جواب: یہ حدیث اتنی ضعیف ہے جتنی اس سے دلیل پکڑنا جیسا کہ اہلِ علم کو معلوم ہے اہلِ علم تو اس حدیث سے دلیل نہیں پکڑتے۔ باقی رہے عوام تو اُن کا کیا اعتبار جبکہ یہ تو سہولتیں ڈھونڈتے ہیں اور معمولی سے سہارے پر اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں۔

سوال: بہت سے داڑھی والے بھی نماز نہیں پڑھتے؟

جواب: ہم اُن کی داڑھی سے نہیں بلکہ عقیدہ کے فساد کی وجہ سے اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس لئے کہ وہ خود یا اُن کے اکابر ختمِ نبوت کے منکر اور حضور پاک شہ لولاک، امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ سوءِ عقیدت (عقیدت کی کمی) اور اُن کے کمالات میں بے ادبی و گستاخی کرتے ہیں اور ایسے غلط لوگوں کے پیچھے نہ صرف نماز نہ پڑھنے کا حکم ہے بلکہ اسلامی تعزیرات (سزاؤں) کا نفاذ ہو تو ایسے لوگ واجب القتل ہیں یعنی گستاخانِ رسول ﷺ کو شرعی عدالت میں قتل کرنا ضروری ہے۔ ایک حدیث ملاحظہ ہو:

عن أبي سَهْلة السَّائب بن خَلاد قال أحمد: من أصحاب النبيّ صلى الله عليه وسلم: أن رجلاً أَمَّ قوماً فبصق في القِبلةِ ورسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَنظُرُ، فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم حين فَرَغَ: "لا يُصَلّي لكم" فأرادَ بعدَ ذلك أن يُصَلّيَ لهم، فمنعوه وأخبَروهُ بقولِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فذكرَ ذلك لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فقال: "نعم" وحَسِبتُ أنه قال: "إنَّك آذيتَ اللهَ ورسولَه"[٤] (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۷۱)

یعنی حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک قوم کا امام تھا اس نے قبلہ کی طرف تھوکا اور حضور ﷺ دیکھ رہے تھے تو آپ نے فارغ ہو کر اس قوم سے کہا کہ یہ شخص آئندہ نماز نہ پڑھائے۔ پس اس کے بعد جب لوگوں کو اس نے نماز پڑھانا چاہی تو لوگوں نے اس کو روک دیا اور حضور ﷺ کے ارشادِ مقدس کی اُس کو خبر دی تو اُس نے حضور ﷺ سے ذکر کیا کہ آپ نے میرے پیچھے لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی کہتے ہیں مجھے گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے قبلہ کی طرف تھوک کر اللہ اور اُس کے رسول (عزوجل و ﷺ) کو ایذا (تکلیف) دی۔

درسِ عبرت: وہ صحابیِ رسول تھے اور ظاہر ہے کہ اُنہوں نے عمداً اور جان بوجھ کر بیت اللہ شریف کی بے ادبی اور حضور ﷺ کی نافرمانی کا اِرتکاب نہیں کیا یہ فعل ان سے سہواً (بے خیالی میں) ہوا یا ان کو معلوم نہیں تھا کہ بیت اللہ شریف کی طرف تھوکنا نہیں چاہیے۔

قاعدۂ اسلامی: صحابیِ رسول کے درجے کو کوئی غوث، قطب، ابدال بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔ سہواً (بے خیالی میں) کعبۃ اللہ کی بے ادبی ہوئی وہ بھی معمولی اور اس وجہ سے وہ امامت کے لائق نہ رہے تو جو کعبے کے کعبہ اور امام الانبیاء حضور ﷺ کی بے ادبی اور توہین کریں وہ امامت کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں؟ خواہ کتنے ہی عالم فاضل کیوں نہ ہوں۔

انصاف کروانے انصاف والو! جب کعبہ شریف کی بے ادبی کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم خود حضور ﷺ نے دیا کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو تو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والے کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کی تفصیل کے لئے فقیر کے رسالہ "دیوبندی امام کے پیچھے نماز کا حکم" اور "امام حرم اور ہم" کا مطالعہ کیجئے۔

[٤] (سنن أبي داود، كِتَابُ الْعِيدَيْنِ، كتاب، بَابُ صِفَةِ مَنْ تَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَهُ وَالصَّلَاةُ عَلَيْهِ، الحديث، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ ٢٠٠٩ م)

قرآن کے قاری اور امام مسجد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا: تفسیر روح البیان میں عبس و تولی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے اس امام کو بلا کر قتل کرا دیا کیونکہ ہر نماز میں یہ سورت پڑھنے سے معلوم فرمایا کہ یہ منافق ہے اور اس کے دل میں حضور ﷺ سے بُغض ہے اس لئے اس سورت ہی کو ہر نماز میں پڑھتا ہے جو بظاہر عِتاب معلوم ہوتی ہے۔[1]

درسِ عبرت: کچھ سمجھے آپ! یہ تھے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جنھوں نے ایک قرآن کے قاری اور خیر القرون کی بہت مقدس جماعت اور اعلیٰ نمازیوں کے امام کو قتل کرا دیا۔ ہم اَہلِ اسلام کو جسے معراج جیسا تمغہ نصیب ہے بچانے کی اپیل کرتے ہیں جس میں ان کا اپنا نفع و نقصان ہے کوئی نہیں مانتا تو وہ اپنا نقصان کر رہا ہے ہمارا فرض ہے بتانا۔

اب بھی وہ امام موجود ہیں بلکہ بہت زیادہ: حضور نبی پاک ﷺ نے صدیوں پہلے فرمایا کہ ایک قوم ایسی پیدا ہو گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا قرآن اُن پر لعنت کرے گا۔[2]

فائدہ: جس قوم کے متعلق صدیوں پہلے خبر دی وہ آج ٹڈی دل کی طرح ہر جگہ دندناتے پھر رہے ہیں۔

علاماتِ گستاخانِ رسول ﷺ: حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کی نشانیاں بتائیں جنہیں فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اپنی کتاب "الاحادیث النبویہ" میں لکھ دیا ہے۔ مجملہ ان کے چند ایک یہ ہیں:

(۱) سر شلغم نما، سر کے بال منڈوانا (۲) مونچھے صفاچٹ (۳) داڑھی لمبی کہ ناف کو سلامی کرے (۴) گردن موٹی، یہ سر مونڈے کا طبی اُصول کے مطابق ہو جاتی ہے (۵) موٹی پنڈلی پر چادر باندھنا۔

ایک اور نشانی: اس گروہ کی ایک اور نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ضاؔد کو ظاؔء پڑھتے ہیں۔ اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[3]

(فتاویٰ قاضی خان ، شرح فقہ اکبر ، شرح منیہ ، فتاویٰ رشیدیہ ، فتاویٰ امدادیہ وغیرہ وغیرہ)

اور یہ صرف ان کی عادت ہے ورنہ حرمین طیبین کے امام اور ایسے ہی عرب و عجم کے جملہ مراکزِ اسلامیہ کے علماء و مشائخ ضاد کو ظاء ہرگز نہیں پڑھتے۔

عقلی دلیل: سب کو معلوم ہے کہ جس امام کا کپڑا یا جسم پلید ہو تو اُس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور جس کا دل گندے عقیدوں سے بھرا ہوا اُس کے پیچھے نماز کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ دوسرا یہ کہ امام بمثل انجن کے ہوتا ہے جب انجن ہی فیل ہو تو اس کے پیچھے لگنے والے ڈبے کس طرح منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔

---

[1] (روح البیان، سورۃ عبس تحت آیت۴۲/۴۱، دار الفکر بیروت)

[2] (سنن ابن ماجه، باب في ذكر الخوارج۱/۶۱، الحديث۱۷۰، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[3] (فتاوى قاضيخان في مذهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان ، كتاب الصلاة، ص۳، دار الكتب العلمية۲۰۰۹م)

(حلبة المجلي وبغية المهتدي في شرح منية المصلي وغنية المبتدي للكاشغري، فصل في زلة القاري۲/۴۸۲، دار الكتب العلمية۲۰۱۲م)

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، کتاب الصلوٰۃ، حرف ضاد ادا کرے کا طریقہ، ص ۳۳۰، دار الاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

(امداد الفتاویٰ از اشرف علی تھانوی، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی التجوید، تحقیق ضاؔد و ظاؔء، ۱/ ۲۲۲، مکتبہ دار العلوم کراچی، 1431ھ، 2010ء)

آخری گزارش: نماز ایک اہم فریضہ ہے اسے داڑھی منڈانے والے اور چھوٹی رکھنے والے اور بدعقیدہ کے پیچھے لگا کر ضائع نہ کیجئے۔ ایسے امام کے بجائے تنہا نماز پڑھنے میں فائدہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ زائد فضیلت کے لالچ میں اصل کو بھی ضائع نہ کر دیں۔

انتباہ: جس نے اسلام میں خشخشی داڑھی اور فیشنی داڑھی کے جواز بلکہ سُنت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ مودودی صاحب ہیں جس کے مختصر عقائد و مسائل کا تعارف یوں ہے:

(۱) نبی علیہ السلام چرواہے، اَن پڑھ، بادیہ نشین وغیرہ۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام ملنگ اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر رکیک حملے۔

(۳) تمام صحابہ کرام غلط کار۔

(۴) اولیاء و مشائخ و محدثین و مجددین بے کار۔

(۵) علماء اور سابقہ جملہ کتب اور محققین بسم قاتل۔

(۶) اجمیر شریف و کلیر شریف و دیگر اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت کو جانا زنا سے بھی زیادہ گناہ ہے تجدید احیاء دین۔[٤]

اس کا مزید تعارف فقیر کی کتاب "آئینہ مودودی" میں پڑھئے۔

فقیر اس کی بات کو سچا سمجھنے والوں سے اپیل کرتا ہے کہ جس غریب کے یہ عقائد و مسائل ہیں تو پھر وہ داڑھی کی تحقیق میں کتنا غلط ہوگا۔ اسی لئے اس کی تقلید چھوڑیئے ورنہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

[٤]) یہ تمام عقائدِ مودودی قبلہ اُویسی علیہ الرحمۃ کے رسالے آئینہ مودودی میں حوالوں کے ساتھ موجود ہیں۔ رسالہ ہماری ویب سائٹ www.faizahmedowaisi.com پر موجود ہے۔